

پنجتن پاک کہنے کا ثبوت

تصنیفِ لطیف

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ

Vist Uwaysi Books
www.faizahmedowaisi.com

پیشِ لفظ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ، وَعَلٰى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ.

امّا بعد ! حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس کے فوراًبعد خوارِج وروافِض نے اِسلام دشمنی میں سر اُٹھایااُن کے مقابلے میں سیّدنا حضرت علی المرتضیٰ ودیگر صحابہ عظام اور اَہلبَیت کرام رضی اللہ عنہ نے سر کی بازی لگادی آج تک وہ رَوِش(طرز)اُسی طرح چل رہی ہے کہ خوارِج مختلف روپ دھار کر اسلام دشمنی میں سر گرم ہیں۔ روافِض صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی عَداوت(دشمنی) میں اور خوارِج اَہلبَیت عظام کے بُغض میں مختلف حربے استعمال کرتے ہیں۔الحمد للہ اہلسنّت ہمیشہ سے ہر باطل کے سامنے بَرسَرِپیکار(تیار)رہے ہیں " پنجتن پاک "کامسئلہ بھی اُسی کی کڑی ہے۔روافِض صرف اور صرف اِن پانچ(۵)ہستیوں پھراپنے ائمّہ کی عِصمت(لغزش وخطا سے پاک ہونے)کے قائل ہیں خوارِج اُس کی مذمّت کرتے ہیں۔

اہل سنّت صراط مستقیم پر چل کر دونوں کو غلط کہتے ہیں۔فقیر نے یہ رسالہ لکھ کر اہلسنّت کا مذہب واضح کیا ہے کہ حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں اور صحابہ و اَہلبَیت محفوظ ہیں اور شرعاً معصوم و محفوظ دونوں کو پاک کہنا جائز ہے لیکن اب عُرف میں حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سیّدنا علی وسیّدہ فاطمہ وحَسَنَین کریمَین پر اِطلاق ہوتا ہے اِس کے وُجوہ(اسباب)رسالہ ہٰذا میں بیان کئے ہیں ہاں شیعہ بھی یہ اِصطلاح استعمال کرتے ہیں تو حَرج(کوئی مسئلہ) نہیں کیونکہ شرعی اِصطلاحات اَہلِ حق واَہلِ باطل استعمال کرتے رہتے ہیں اِس میں کوئی قَبَاحت(برائی) نہیں۔تفصیل فقیر کے رسالۂ ہٰذا میں ہے۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

۸ محرم ۱۴۲۰ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

پنجتن پاک کہنے کا ثبوت

فقیر نے خوارِج وروافِض وغیرہم کے ردّ میں لکھا ہے کہ خوارِج کا عقیدہ ہے کہ اَہلبَیت کرام (معاذاللہ) گمراہ تھے توپھر اُنہیں پاک کہنے کا کیا معنی اور شیعہ (روافض) اَہلِبیت کرام کو بھی حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرح معصوم مانتے ہیں اِسی لئے یہ اِصطلاح عموماً اَہلِ تَشَیُّع استعمال کر کے اپنا مذہب ظاہر کرتے ہیں حالانکہ معصوم صرف اَنبیاءِ عظام و ملائکہ کرام ہیں اور بس۔

مذہبِ وہابیہ دیوبندیہ

یہ لوگ بھی خوارِج کی طرح اِس اِصطلاح کو ناجائز کہتے ہیں اِس لئے کہ اِس سے روافِض کے عقیدہ کی تائید وترویج ہوتی ہے اُن کے بعض تواتنامُتَشَدِّد(کٹر) ہیں کہ "وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا"[1] آیت کواِنہیں حضرات پر چَسپاں(منطبق) کرتے ہیں۔

لطیفہ: بہاولپور(پاکستان) میں مولوی غلام خان (راولپنڈی) نےاِس آیت کو جب پنجتن پاک پر چَسپاں(مُنطَبِق) کیا تو مَجمع بگڑ گیا جب کہ ہزاروں کی تعداد میں تھا۔چندچَنڈُور(لوگ)باقی رہے اُس کے بعد تازِیست(عمربھر) بہاولپوراُسے آنانصیب نہ ہوا حالانکہ اُس کی جماعت کے کافی اَفراد یہاں موجود ہیں۔

مذہبِ اَہلسنّت

ہمارا عقیدہ واضح ہے کہ ہم اَنبیاءِ کرام و ملائکہ عظام کو معصوم اور اَولیاء کرام جن میں صحابہ کرام اور اَہلبَیت عظام بھی شامل ہیں کو محفوظ مانتے ہیں اور معصوم اور محفوظ دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اِس لئے اُنہیں اگر پنجتن پاک کہا جاتا ہے تو جائز ہے۔(تفصیل آتی ہے۔)

باب ۱: قرآن مع تفسیر وحدیث

لُغوی واِصطلاحی معنی: پنجتن کے معنی ہیں پانچ(۵) افراد اور اُن سے مراد حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حسنین کریمین، سیّدہ فاطمہ زہرا حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالٰی عنھم اَجمعین ہیں اور آیتِ تَطہیر اِن پانچوں مقدّسین کے بارے میں نازل ہوئی۔جس میں وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا [2] موجود ہے۔یعنی اللہ تعالی تمہیں پاک کردے پاک کرنا اِس بات کی روشن دلیل ہے کہ یہ پنجتن واقعی پاک ہیں۔

تفسیر ابن جریر میں ہے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فی و فی علی رضی اللہ عنہ وحسن رضی اللہ عنہ وحسین رضي اللہ عنہ وفاطمۃ رضی اللہ عنھا إنما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس أھل البیت ویطھرکم تطھیرا[3] (تفسیر ابن جریر پ 22 ص5)

---

(1) مکمل آیت: وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَنَسْرًا سورۃ النوح ،الآیۃ ۲۳۔

ترجمہ: اور(مال دار کافراپنی عوام سے)بولے ہرگز نہ چھوڑنا اپنے خداؤں کو اور ہرگز نہ چھوڑنا وَدّ اور نہ سُواع اور یغوث اور یعوق اور نَسر کو(یہ پانچوں باطل معبودوں کے نام ہیں)۔

(2) مکمل آیت: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا سورۃ الأحزاب ،الآیۃ ۳۳۔

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دُور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے۔

(3) جامع البیان عن تأویل آي القرآن لابن جریر الطبري ,سورۃ الأحزاب ,تحت الآیۃ 33 ,263/20 ,دار التربیۃ والتراث مکۃ المکرمۃ.

ترجمه :رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ یہ آیت پنجتن کی شان میں نازل ہوئی ہے میری شان میں اور علی رضی اللہ عنہ کی اور حسن اور حسین و فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہم کی شان میں ! بے شک اللہ تعالیٰ اِرادہ کرتا ہے کہ اے اَہلِ بیت کہ تم سے ناپاکی کو دور کردے اور تمہیں پاک کردے۔

فائده:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب خود اپنی زبان مبارک سے **خمسة** کا لفظ فرمادیا اور **خمسة** سے اپنی مراد کو ظاہر فرمانے کے لئے تفصیل اِرشاد فرمادی اور صاف صاف اظہار فرمادیا کہ آیۃِ تَطہیر کا شانِ نُزول یہ پانچ(05) ہیں۔جن کو اللہ تعالی نے پاک قرار دیا تو اب اُس کے بعد کسی کا یہ کہنا کہ معاذ اللہ پنجتن کو پاک کہنا جائز نہیں۔ پنجتن آیۃِ تطہر میں داخل نہیں۔ بارگاہِ رسالت سے بغاوت اور اللہ کے پیارے رسول کی تَکْذِیب(جھٹلانا) نہیں تو اور کیا ہے۔

انتباه: اِس کا یہ مقصد نہیں کہ (معاذاللہ) اِن پانچ کے سوا ہم کسی کو پاک نہیں مانتے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواج مُطہّرات بھی آیۃِ تطہیر میں شامل ہیں۔ اِسی لئے ہم اُن کے ساتھ "مُطہّرات" کا لفظ لازمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور اُن کے علاوہ اللہ تعالی کے بے شمار مقدّس محبوب بندے اور بندیاں یقیناً پاک ہیں اور ہم اُن کی پاکی کا اِعتقاد(عقیدہ) رکھتے ہیں لیکن لفظ پنجتن پاک بولنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ حدیثِ مَنقولہ بالا(اوپر ذکر کردہ حدیث) میں خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی زبان مبارک سے پنجتن کا کلمہ مقدّسہ ادا ہوا پھر اُن کی تفصیل بھی خود حضور علیہ الصلوۃ السلام نے فرمائی اور اُن کی شان میں آیۃِ تطہیر کے نُزول کا ذکر فرمایا۔

ردشیعه:اگر پنجتن پاک کے لفظ کا یہ مفہوم لیا جائے کہ مُعتَقدین پنجتن کے نزدیک اُن پنجتن کے سوا کوئی پاک ہی نہیں تو (معاذاللہ) یہ الزام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدّسہ پر بھی عائد ہو گا کیونکہ **خمسه** کا لفظ زبانِ رسالت کا اِرشاد ہے تو معلوم ہوا کہ پنجتن پاک کہنے والے سب سے پہلے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اُس کلمہ کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ پاکی اِنہیں پانچ(۵) میں مُنحصِر(موقوف) ہے اور (معاذاللہ) پانچ (05) کے سوا کوئی اور پاک نہیں ہے کہ یہ بھی پاک ہیں اور اُن کے سوا وہ صحابہ حضرات پاک ہیں جن کی پاکی پر کتاب و سنّت سے دلیل ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اِرشاد فرماتا ہے:

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ (پ 3، آل عمران، آیت نمبر 64)

ترجمه :تم فرماؤ اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں یکساں(برابر) ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اُس کا شریک کسی کو نہ کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔

تفسير: یہ آیت نجران کے نصاری سے مُباہلہ[4] کے متعلق مشہور ہے[5] اور مُباہلہ میں خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع چار(04) حضرات حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم تشریف لائے جیسا مُباہلہ کی تفصیل میں ہے۔[6]

پنجتن پاک

(4)(مطلب یہ ہے کہ جب دو فریقوں میں کسی معاملے کے حق یا باطل ہونے میں اختلاف و نزاع ہو اور دلائل سے وہ ختم ہوتا نظر نہ آتا ہو تو دونوں بارگاہ الہٰی میں یہ دعا کریں کہ یا اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے، اس پر لعنت۔)

(5)جامع البيان عن تأويل آي القرآن لابن جرير الطبري , سورة آل عمران , تحت الآية 64, 484/6 , دار التربية والتراث مكة المكرمة.

(6)إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون المعروف بالسيرة الحلبية , باب يذكر فيه ما يتعلق بالوفود التي وفدت عليه صلى الله عليه وسلم , 298/3 , 299 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الثانية , 1427ھ.

یہ آیت تو گویا ہے بھی اِظہارِ شانِ پنجتن پاک کے لئے کیونکہ جُمہور مُفسّرین کی یہی رائے ہے کہ یہ آیتِ مُباہلہ کے موقعہ پر اُتری اور مُباہلہ کے وقت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خود اور سیّدہ فاطمہ و سیّدنا علی المرتضیٰ اور حسنین رضی اللہ تعالٰی عنھم تشریف لائے۔ یہاں تک کہ مخالفین کا اِبنِ تیمیہ بھی یہی لکھ گیا ہے:

أن يقال أما أخذه عليا وفاطمة والحسن والحسين في المباهلة فحديث صحيح رواه مسلم عن سعد بن أبي وقاص قال في حديث طويل لما نزلت هذه الآية {فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبناءكم ونساءنا ونساءكم وأنفسنا وأنفسكم} دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء أهلي[7] (منهاج السنة ص34 ج4)

ترجمه : ۔اور جو کہتے ہیں کہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) مُباہلہ میں علی اور حسین و حسن رضی اللہ تعالی عنھم کو ساتھ لیا تو یہ حدیث صحیح ہے جسے مسلم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے طویل (لمبی) حدیث کی صورت میں روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ پس فرمایا: آؤ بلائیں ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ اور حسن و حسین رِضوان اللہ اجمعین کو بلایا اور فرمایا: اللہ یہ میرے گھر والے ہیں۔

اَھلسنّت کی تَوثیق

اہلسنّت کی کُتُب تو اِس حوالہ سے بھری پڑی ہیں چنانچہ صحاح ستّہ[8] کے علاوہ بیشمار کُتُبِ اَحادیث و تَفاسیر میں مندرجہ ذیل حدیث موجود ہے:

عن سعد بن أبي وقاص رضى الله عنه قال لما نزلت هذه الآية فقل تعالوا ندع أبناءنا وأبنائكم دعا رسول الله صلى الله عليه وسلم عليا وفاطمة وحسنا وحسينا فقال اللهم هؤلاء أهلي[9].

(مسلم شريف جلد دوم صه 278، ترمذی شريف جلد دوم ص 236، مشكوة شريف جلد دوم صه 362، مسند احمد جلد چهارم ص424)

ترجمه: ۔ حضرت سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ بلائیں اپنے بیٹے اور اُن کے بیٹے" الى الآخر الآية " تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کَرم اللہُ وجہہ الکریم اور سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور حسن و حسین رضی اللہ عنھم کو بلایا اور فرمایا یا اللہ یہ میرے اَہلبَیت ہیں۔

سوال: آیت میں یہ چار (04) حضرات مراد ہیں ہی نہیں مصر کا مشہور مُفسّر محمد عبدہ لکھتا ہے کہ جناب حیدرِ کرار جناب فاطمۃ الزہرا اور جناب حسنین کریمین کو مُباہلہ میں شامل کرنا تو شیعوں کا کام ہے البتہ اصل بات یہ ہے کہ مباہلے کے وقت حضرت ابو بکر صدیق اور اُن کی اولاد حضرت فاروقِ

---

(7) منهاج السنة النبوية, الفصل الثالث في الأدلة الدالة على إمامة علي رضي الله عنه إلخ, المنهج الثاني عند الرافضي في الأدلة من القرآن إلخ, فصل البرهان التاسع إلخ, 123/7, جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية, الطبعة الأولى، 1406 هـ 1986 م.

(8) (صحاح ستہ یا کتب ستہ سے مراد حدیث کی درج ذیل چھے کتابیں ہیں: ۱- صحیح بخاری ۲- صحیح مسلم ۳- نسائی ۴- سنن ابوداود ۵- سنن ترمذی اور سنن ابن ماجہ)

سنن الترمذي, أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب ومن سورة آل عمران, رقم الحديث 2999, 103/5, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى، 1996 م.

مشكاة المصابيح, كتاب المناقب, باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم, الفصل الأول, رقم الحديث 6135, 1731/3, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.

مسند احمد, مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه, رقم الحديث 1608, 277/2, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى، 1416 هـ 1995 م.

(9) صحيح مسلم, كتاب الفضائل, باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه, رقم الحديث 2404, 1871/4, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة, 1374 هـ 1955 م.

سنن الترمذي, أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب ومن سورة آل عمران, رقم الحديث 2999, 103/5, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى، 1996 م.

مشكاة المصابيح, كتاب المناقب, باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم, الفصل الأول, رقم الحديث 6135, 1731/3, المكتب الإسلامي بيروت, الطبعة الثالثة، 1985.

مسند احمد, مسند أبي اسحاق سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه, رقم الحديث 1608, 277/2, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى، 1416 هـ 1995 م.

اعظم اور اُن کی اولاد حضرت عثمان ذُوالنورین اور اُن کی اولاد اور حضرت علی اور اُن کی اولاد رضوان اللہ علیہم اجمعین آئے تھے اِس کی تفسیر کا عربی متن ملاحظہ ہو: فجاء بأبي بكر وولده وبعمر وولده وبعثمان وولده وبعلي وولده والظاهر أن الكلام في جماعة المؤمنين[10]

(تفسیر منار الایمان جلد سوم ص 322 مولفه محمد عبده مرتبه رشید رضا)

ترجمه : کہاپس آئے ساتھ ابی بکر اور اُن کی اولاد کے ساتھ عمر اور اُن کی اولاد اور ساتھ عثمان اور اُن کی اولاد کے ساتھ اور علی اور اُن کی اولاد کے یہ کلام ظاہر ہے مومنوں کی جماعت میں۔

جواب:۔ مصری عبدہ مُفسّر اور اُس کا شاگردِ رشید رضا کس باغ کی مولٰی ہیں جب کہ قَرنِ اوّل[11] سے لے کر تاحال(آج تک) جُمہور محدثین، مُفسّرین حضور سرورِعالم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کے ساتھ سیّدنا علی و سیّدہ فاطمہ و حسنین رضی اللہ عنہم تھے مذکور بالا حوالہ جات کے علاوہ مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں:

لمعات شرح مشکوۃ جلد ھشتم۔ مرقاۃ شرح مشکوۃ تحفۃالاحوذی شرح ترمذی، فتح الباری، شرح بخاری جلد ششم صه 53 ، دلائل النبوۃ جلد اول صه 298، مظاہر حق جلد چہارم صه 146، اشعۃ اللمعات جلد چہارم صه 282 ، المستدرک للحاکم مع تلخیص ذھبی جلد دوم صه594، نسیم الریاض جلد سوم صه 267، صواعق محرقه جلد اول صه107، زاد المعاد(ابن قیم) جلد اول صه491 ریاض النضره جلد دوم صه 284 تاریخ طبقات ابن سعد جلد اول صه301 ، معارج النبوۃ جلد چہارم صه 302، نور الابصار صه111، البدایه والنهایه جلد ہشتم صه 35، اسد انعابه جلد دوم صه 12جلد ہاشیم ص 52، الاصابه فی تیز الصحابه جلد دوم سه 503 اشرف المویں صد 85 ، اسعاف الراغین مه 106 شرح فقه اکبر مه 144 مدارج النبوۃ صه234،مرعاۃ شرح مشکور ص 234 ج 4، کنز الا عمال جلد پنجم، روح المعانی جلد دوم ، کشاف جلد اول مجمع البیان جلد اول، جامع البیان جلد اول مرأۃ شرح مشکوۃ جلد ھفتم زرقانی علی المواھب، ارش الساری، تحاوی عزیزیه ، تحفه اثنا عشریه ، خصائص نسائی، نہایه این اثیر، تاریخ ابن النیر (تاریخ کامل) بیھقی شریف، مکتوبات مجدد، تفسیر مظھری ، فتح القدیر ، فتوحات مکیه، تفسیر بحر المحیط ۔[12]

---

(10)تفسير المنار , سورة آل عمران , تحت الآية 61 , 265/3 , الهيئة المصرية العامة للكتاب , 1990 م .

(11)(حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کا زمانہ)

(12)لمعات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح , كتاب المناقب , باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم , 694/9 , دار النوادر ، دمشق سوريا , الطبعة الأولى ، 1435 هـ 2014 م

مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح , كتاب المناقب , باب مناقب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم , 3962/9 , دار الفكر بيروت لبنان , الطبعة الأولى ، 1422هـ 2002م .

تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي , أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم , باب ومن سورة آل عمران , 278/8 , دار الكتب العلمية بيروت.

فتح الباري بشرح البخاري , 94/8 , المكتبة السلفية مصر , الطبعة الأولى ، 1390/1380 هـ.

دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني , الفصل السابع عشر ومما ظهر من الآيات في مخرجه إلى المدينة إلخ , ذكر ما روي في قصة السيد والعاقب لما نكلا عن المباهلة إلخ , رقم الحديث 244 , رقم الصفحة 353 , دار النفائس بيروت , الطبعة الثانية ، 1406 هـ 1986 م .

مظاہرِ حق جدید ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے مناقب کا بیان ، آیتِ مباہلہ اور اہلِ بیت ، جلد 5 ، صفحہ 704 ، دار الاشاعت کراچی ، 2002ء۔

المستدرك على الصحيحين , كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم , ومن مناقب أهل رسول الله صلى الله عليه وسلم , رقم الحديث 4719 , 163/3 , دار الكتب العلمية – بيروت , الطبعة الأولى ، 1411 – 1990.

نسيم الرياض في شرح شفاء القاضي عياض , 501/4 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

الصواعق المحرقة على أهل الرفض والضلال والزندقة , 428/2 , مؤسسة الرسالة لبنان , الطبعة الأولى ، 1417هـ 1997م .

زاد المعاد في هدي خير العباد , فصل في قدوم وفد نجران عليه صلى الله عليه وسلم , 553/3 , مؤسسة الرسالة بيروت , الطبعة الأولى ، 1417 هـ 1996 م .

فائدہ :اَہلِ انصاف فرمائیں کہاں جُمہور کہاں ایک مصری مُفسّر؟ اَسلاف میں کوئی بھی اُس کی رائے کو قبول کرنے کو تیار نہیں یہاں تک کہ اِبنِ تیمیہ اور اُس کی پارٹی بھی اُس کی اِس رائے سے مُتّفق نہیں اور سب کو معلوم ہے کہ تفسیرِ بارانی نہ صرف باطل بلکہ وہ کُفر تک پہنچا دیتی ہے دیگر چند مُعتبر حوالے اَہلِ اِسلام تفسیر ابن جریر کو اُمّ التفاسیر کہتے ہیں ، اِس تفسیر ابن جریر میں ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ،حضرت سیّدہ فاطمہ اور حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ عنھم کو پیغام بھیجا اور پھر اُن کو ساتھ لے کر اَہلِ نجران کے سامنے تشریف لائے تو نجرانی بھاگ گئے۔

لما نزلت هذه الآية أرسل رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى علي وفاطمة و ابنيهما الحسن والحسين[13]

اور پھر مزید وضاحت سے بیان کیا ہے:

قال معمر قال قتادة لما أراد النبي صلى الله عليه وسلم أهل نجران أخذ بيد حسن وحسين وقال لفاطمة اتبعينا فلما رأى ذلك أعداء الله رجعوا[14] (تفسیر ابن جریر جلد سوم صه 301)

مشہور محدّث ومُفسّر اور فقیہ اِمام قُرطبیؒ و دیگر مُفسّرینِ کرام حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اِس انتخاب کے متعلق یوں وضاحت فرماتے ہیں:

أبناءنا دليل على أن أبناء البنات يسمون أبناء وذلك أن النبي صلى الله عليه وسلم جاء بالحسن والحسين وفاطمة تمشي خلفه وعلي خلفها وهو يقول لهم إن أنا دعوت فأمنوا[15] (تفسیر قرطبی ص 105 ج4)

ترجمہ: أبناءنا اِس اَمر پر دلالت کرتا ہے کہ اپنی بیٹی کے بیٹوں کو اپنے بیٹوں کے نام سے موسوم کیا جائے۔ اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے کہ آپ حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنھما کے ساتھ تشریف لائے اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے تھیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اُن کے پیچھے تھے اور آپ اُن سے کہتے تھے ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا۔

اُس کے بعد امام قُرطبیؒ فرماتے ہیں:

قال كثير من العلماء إن قوله عليه السلام في الحسن والحسين لما باهل "ندع أبناءنا وأبناءكم" وقوله في الحسن إن ابني هذا سيد مخصوص بالحسن والحسين أن يسميا ابني النبي صلى الله عليه وسلم دون غيرهما لقوله عليه السلام كل سبب ونسب ينقطع يوم القيامة إلا نسبي وسببي[16] (تفسیر قرطبی صه 105 ج4)

ترجمہ:اکثر عُلماء نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو مُباہلہ کے وقت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو جو اپنے بیٹے فرمایا اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے لئے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سیّد ہے۔ مخصوص ہے حضراتِ حسن و حسین رضی اللہ عنھما کے لئے کہ آپ نے اُن کو بیٹوں

الرياض النضرة في مناقب العشرة , القسم الثاني في مناقب الأفراد , الباب الرابع في مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب , , الفصل السادس في خصائصه , ذكر اختصاصه وزوجته وابنيه أهل البيت , 152/3 , دار الكتب العلمية , الطبعة الثانية.

نور الأبصار في مناقب آل بيت النبي المختار صلى الله عليه وسلم , الباب الثاني في ذكر مناقب الحسن والحسين وباقي الأئمة الاثني عشر رضي الله عنهم أجمعين , رقم الصفحة 168 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان.

(13)جامع البيان عن تأويل آي القرآن لابن جرير الطبري , سورة آل عمران , تحت الآية 62, 482/6 , دار التربية والتراث مكة المكرمة.

(14)جامع البيان عن تأويل آي القرآن لابن جرير الطبري , سورة آل عمران , تحت الآية 62, 481/6 , دار التربية والتراث مكة المكرمة.

(15)الجامع لأحكام القرآن للقرطبي , سورة آل عمران , تحت الآية 61 , 104/4 , دار الكتب المصرية القاهرة , الطبعة الثانية ، 1384 هـ 1964 م.

(16)الجامع لأحكام القرآن للقرطبي , سورة آل عمران , تحت الآية 61 , 104/4 , 105 , دار الكتب المصرية القاهرة , الطبعة الثانية ، 1384 هـ 1964 م.

کے نام سے پکارا۔ سوا اِس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تمام حَسب ونَسب مُنقَطع(ختم) ہو جائیں گے اور ہمارا حَسب ونَسب قائم رہے گا۔

مخالفین کے مُعتمَدین

اِبنِ تَیمیہ کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی ضرورت نہیں کیونکہ مخالفین کے نزدیک اِبنِ تَیمیہ کا قول حرفِ آخر(آخری فیصلہ) ہوتا ہے لیکن پھر بھی تسلی کے لئے صدّیق حسن بھوپالی کا حوالہ ملاحظہ ہو وہ لکھتا ہے کہ

قال جابر فدعاهما إلى الملاعنة فواعداه على ذلك الغد فغدا رسول الله صلى الله عليه وسلم وأخذ بيد علي وفاطمة والحسن والحسين ثم أرسل إليهما[17] (تفسیر فتح البیان جلد اول صہ404)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں پر لعنت کرنے کے لئے بلایا گیاتو صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی و فاطمہ حسن و حسین رضی اللہ عنہم اجمعین کا ہاتھ پکڑا اور دشمنوں کی طرف لے گئے۔

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد نواب صدیق حسن بھوپالی أبناءنا سے حضراتِ حسنین کریمین اور نساءنا سے حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا کا مرادلیا جانا درست کرتے ہوئے یہ وضاحت پیش کرتے ہیں کہ سیّدۃ النساءِ العالمین سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا خاصّہ ہے کہ اُنہیں نساءنا اور أبناءنا کے نام سے موسوم کیا گیا ملاحظہ ہو:

بذكر البنين عن البنات إما لدخولهن في النساء أو لكونهم الذين يحضرون مواقف الخصام دونهن. ومعنى الآية ليدع كل منا ومنكم أبناءه ونساءه ونفسه إلى المباهلة. وفيه دليل على أن أبناء البنات يسمون أبناء لكونه صلى الله عليه وآله وسلم أراد بالأبناء الحسنين كما تقدم. وإنما خص الأبناء والنساء[18] (تفسیر فتح البیان صہ 405 ج1)

ترجمہ :بنین کا بنات کے ساتھ ذکر کرنے میں اِشارہ ہے کہ بنات کا لفظ نساء میں داخل ہے علاوہ ازیں موقع پر بات ہی موجود تھیں نیز آیات سے ثابت ہوا کہ نَواسے بھی أبناءنا میں داخل ہیں اِس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے أبناءنا سے حسنین مراد لئے ہیں اور ابناء والنساء کی تخصیص ایک وجہ ہے۔ (جو تفاسیر میں مذکور ہے)

سوال : آیتِ مُباہلہ کے متعلق محمد عبدہ نے بقلمِ رشید رضا لکھا ہے کہ مُباہلہ تو ہوا ہی نہیں تھا اِس لئے یہ غیر ممکن ہے کہ حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت فاطمۃ الزہرا اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر نصاریٰ پر لعنت کرنے آتے اور اُس نے یہ دلیل بھی دی ہے کہ نصرانی تو اپنے ساتھ عورتیں اور بچے لائے ہی نہیں تھے پھر حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ضرورت تھی کہ آپ عورتوں اور بچوں کو ساتھ لے کر نکل آتے۔اور نساءنا کا اِطلاق اپنی بیٹی پر کوئی عرب کر ہی نہیں سکتا کیونکہ لغتِ عرب اِس کی اجازت ہی نہیں دیتی اور پھر نواسوں کو أبناءنا (بیٹے) کہہ دینا تو بالکل ہی غلط بات ہے اِس آیت کا کسی طریقہ سے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سیّدہ فاطمہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے کوئی تعلق نہیں۔[19] (تفسیر منار ملخصاً)

جواب - :اِسے کہتے ہیں ڈھکوسلہ(فرضی بات) کہ سرے(آغاز) سے مُباہلہ کا ہی انکار کہ نہ ہوگا سَر نہ ہوگا درد اِس عقلی ڈھکوسلے میں دو باتیں لکھیں:

---

(17)فتح البيان في مقاصد القرآن, سورة آل عمران, تحت الآية 61, 256/2, المَكتبة العصريّة للطبَاعة والنّشر. صَيدَا بَيروت, 1412 ھ 1992 م.

(18)فتح البيان في مقاصد القرآن, سورة آل عمران, تحت الآية 61, 257/2, المَكتبة العصريّة للطبَاعة والنّشر. صَيدَا بَيروت, 1412 ھ 1992 م.

(19)تفسير المنار, سورة آل عمران, تحت الآية 61, 265/3, الهيئة المصرية العامة للكتاب, 1990 م.

(1) نصاریٰ عورتیں نہیں لے آئے یہ از خود کہہ دیا اور نہ روایات میں نہیں کہ وہ نہیں لے آئے دوسرا ڈھکوسلہ یہ کہ نساء کا اِطلاق بیٹیوں پر نہیں ہوتا ۔ ہمارا پہلا جواب تو وہی ہے کہ جُمہور کے سامنے عقلی ڈھکوسلے کام نہیں دیتے جبکہ ہم نے اَحادیثِ صحیحہ و اَقوالِ صحابہ و مُفسّرین سے ثابت کیا ہے بلکہ تفاسیرِ مُعتبرہ میں اِن حضرات کا مُباہلہ میں تشریف لانا مصرَّح(واضح) ہے۔

تفسیر کبیر ص۲۴۹ ج ۲ اور تفسیر در منثور ص۲۱ ج۲ میں ہے کہ

فأتى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وكان قد احتضن الحسين وأخذ بيد الحسن، وفاطمة تمشي خلفه، وعلي رضي الله عنه خلفها، وهو يقول، إذا دعوت فأمنوا

یعنی حضور سرورِانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس طرح تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں اُٹھا رکھا تھا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو انگلی سے لگایا ہوا تھا۔آپ کے پیچھے سیّدہ فاطمۃ الزہرا اور اُن کے پیچھے علی کرم اللہ وجہ الکریم تھے۔اور آپ اُن کو فرماتے تھے جب ہم دعا مانگیں تو تم آمین کہنا۔

فقال أسقف نجران يا معشر النصارى إني لأرى وجوها لو سألوا الله أن يزيل جبلا من مكانه لأزاله بها، فلا تباهلوا فتهلكوا ولا يبقى على وجه الأرض نصراني إلى يوم القيامة

(اس قافلہ نور کو دیکھا) تو عیسائیوں کے پاپائے اَعظم[20] نے کہا:اے گروہ نصاریٰ میں جن صورتوں کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ چاہیں کہ اللہ تعالیٰ اِس پہاڑ کو اِس جگہ سے ہٹا دے تو یقیناً ایسا ہی ہوگا پس ہر گز اُن سے مُباہلہ نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی عیسائی بھی قیامت تک زمین پر باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ اپنے اَسقف(پاپائے اَعظم) کے منع کرنے سے عیسائیوں نے مُباہلہ سے راہِ فَرار اختیار کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں ہماری جان ہے کہ اَہلِ نجران پر یقینی ہلاکت طاری ہو جاتی اور ہم اُن پر لعنت کر دیتے تو یہ بندر اور سور بن جاتے۔ اُن پر آگ برستی اور اللہ تعالیٰ اُن کی بستیاں جلا دیتا۔اَہلِ نجران جل جاتے حتّٰی کہ درختوں پر بیٹھے ہوئے جانور جل جاتے اور تمام عیسائیوں کا یہ حال ہو تا۔حتّٰی کہ وہ ہلاک ہو جائے۔[21]

نِساء کا اطلاق:یہ ڈھکوسلہ بھی قرآن فہمی(قرآن کی سمجھ) سے بیگانگی(غیر شناسی) کی دلیل ہے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب فرعون کو پتہ چلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوں گے اور اُس کی خودساختہ (من گھڑت) خدائی کا خاتمہ کردیں گے تو اُس نے حکم دیا کہ جو بھی لڑکا پیدا ہو اُسے قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حکمِ پروردگار پھر بھی زندہ بچ گئے اور تختِ رسالت و نبوت پر مُتَمَکِّن (تعنات) ہوئے اور فرعون مع اپنے ساتھیوں کے غَرق ہو گیا(ڈوب گیا) تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر اپنی نعمتیں گنواتے ہوئے اِرشاد فرمایا:" اور یاد کرو کہ جب ہم نے تم کو فرعون والوں سے نجات بخشی کہ تم پر بُرا عذاب کرتے تھے۔ تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ رکھتے۔

وَاِذْ نَجَّيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ (البقرۃ, الآیۃ 49)

---

(20)(رومن کیتھولک کلیسیا کا سب سے بڑا پادری)

(21) مفاتيح الغيب, سورۃ آل عمران, تحت الآية 61, 247/8, دار إحياء التراث العربي بيروت, الطبعة الثالثة, 1420 ھ.

الدر المنثور في التفسير بالمأثور, سورۃ آل عمران, تحت الآية 61, 233/2_230, دار الفكر بيروت.

خُلاصۃ البحث: بہر حال قرآن مجید کی اِن دونوں آیتوں مع تفاسیر سے واضح طور پر ثابت ہوا کہ پنجتن پاک کا اِطلاق اُن حضرات پر جائز ہے اگرچہ دوسرے حضرات صحابہ کرام اور اَہلبیت عظام کے دیگر اَفراد اور اَولیائے کرام بھی اُصولِ شَرع پر پاک ہیں با معنی یہ کہ وہ گناہوں سے محفوظ ہیں لیکن چونکہ اِن آیات میں ضِمناً و صَراحۃً اُن حضرات کا ذکر ہوا ہے اِس لئے اُن کی تخصیص کر کے ہم اَہلسنّت بھی اُن کو پنجتن پاک کہتے ہیں۔

باب ۲: اَحادیثِ مبارکہ

آیت تَطہیر (وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) کے ضمن میں ہم نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چار(۴) حضرات سیّدنا علی المرتضیٰ، سیّدہ فاطمۃ الزہرا و حسنین کریمین (رضی اللہ عنہم) کا پاک ہونا ثابت کیا اب صَراحۃً چند روایات عرض کرتا ہوں:

1. خرج النبي صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مرحل من شعر أسود فجاء الحسن بن علي فأدخله ثم جاء الحسين فدخل معه ثم جاءت فاطمة فأدخلها ثم جاء علي فأدخله ثم قال "إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا"[22] (رواه مسلم وغيره)

ترجمہ: حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر نکلے اور آپ پر کالے بالوں کا مُخَطَّط (دھاری دار) کمبل تھا۔ جب واپس آئے تو حضرت حسن بن علی آگئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں کملی میں داخل فرمالیا اور پھر جب حضرت حسین آئے تو وہ بھی اُن کے ساتھ داخل ہوگئے پھر سیّدہ فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں تو آپ نے اُن کو بھی داخل فرمالیا پھر حضرت علی آئے اور اُن کو بھی داخل فرمالیا اور پھر فرمایا: " اے نبی کے گھر والوں اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر آلودگی (گندگی) دور کردے اور تمہیں خوب پاکیزہ وصاف کر دے۔

فائدہ:

(1) آیت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مراد ہے اَہلِ بیت کو خوب پاکیزہ بنائے اگرچہ اَہلِ بیت کا لفظ عام ہے لیکن بوجہِ حدیث مذکور اِنہی حضرات کو کہا جانے لگا اِسی لئے پنجتن پاک کا استعمال اِن حضرات کے لئے خاص ہوا۔

(2) اُمّ المؤمنین سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے اِس طرح مروی ہے:

2. عن أم سلمة رضي الله تعالى عنها في بيتي نزلت إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت فدعا النبي صلى الله عليه وآله وسلم فاطمة وحسنا وحسينا فجللهم بكساء وعلي خلف ظهره ثم قال اللهم هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا قالت أم سلمة وأنا معهم يارسول الله؟ قال أنت مكانك وأنت على خير[23]

ترجمہ - : اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آیتِ تَطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ اور جناب حسن و حسین کو بلایا اور اُن پر اپنی کملی اوڑھا دی پھر فرمایا: یااللہ یہ میرے اَہلبَیت ہیں تو اِن سے ہر قسم کی آلودگی (گندگی) کو دور کر کے خوب پاکیزہ فرمادے۔حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی اُن کے ساتھ ہوں ؟تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے مکان پر ہو اور خَیر (بھلائی) پر ہو۔

---

(22) صحيح مسلم, كتاب الفضائل, باب فضائل أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم, رقم الحديث 2424, 1883/4, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة, 1374 هـ 1955 م.

(23) سنن الترمذي, أبواب تفسير القرآن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب ومن سورة الأحزاب, رقم الحديث 3205, 262/5, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى, 1996 م.

اور ایک روایت میں ہے کہ

قالت أم سلمة فرفعت الكساء لأدخل معهم فجزبه من يدي فقلت وأنا معكم يا رسول الله ؟ فقال إنك من أزواج النبي (صلى الله عليه وسلم) على خير[24] (مسلم و ترمذی و المستدرک و غیرہ)

دوسری زائد روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ حضرت اُمّ سلمہ نے فرمایا: میں نے اپنے ہاتھ سے کملی مبارک کا ایک کنارہ ہٹا کر عرض کی یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نبی کی بیویوں میں سے ہو اور خیر پر ہو۔

سوالِ شیعہ: آیتِ مذکورہ اور حدیث شریف سے ثابت ہوتا ہے کہ اَزواج سرے سے اَہلِ بیت میں داخل ہی نہیں تبھی تو حضرت اُمّ سلمہ زوجۂ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کملی میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے داخل نہ فرمایا۔

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا (اللهم هؤلاء أهل بيتي)[25] دلیل ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے خصوصی دعا سے اُنہیں اَہلِ بیت میں شامل فرمایا ورنہ حقیقی طور تو اَہلِ بیت گھر والیاں ہی ہوتی ہیں ورنہ دعا مانگنے کی ضرورت نہ تھی دعا کسی ناحاصل شُدہ شے کے لئے مانگی جاتی ہے حاصل شدہ شے مانگنا تو تحصیلِ حاصل (بے سود بات) اور لایعنی (بے فائدہ) عمل ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا تصوّر (سوچنا) بھی حرام ہے اِس لئے ثابت ہوا کہ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے خُصوصی کرم سے اُنہیں اَہلبیت میں داخل فرمایا اِس پر بی بی اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو انکار کے بجائے انك على الخير، (بیشک تو خیر و بھلائی پر ہے۔) فرمانا بھی ہماری تائید ہے اِس لئے کہ لفظ خَیر صیغہ اَفْعلُ التفضیل ہے جو دوسروں کی بہ نسبت زائد فضیلت رکھتا ہے یعنی سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو تو اَزواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل فرما کر اَہلِ بیت ہونے میں پہلے ہی داخل فرمالیا ہے اب اُن کے لئے ضرورت ہے جو حقیقی معنی میں داخل نہیں ہیں اُنہیں دعا کر کے اَہلِ بیت میں داخل کیا جا رہا ہے۔

سوال خوارج ونواصب: محمود عباسی اپنی رسوائے زمانہ کتاب خلافتِ معاویہ ویزید میں لکھتا ہے کہ آیتِ تطہیر[26] میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مُطہّرات کا ذکر ہے اِسی لئے چھٹی آیت کا رُخ کسی دوسرے کی طرف پھر جانا خلافِ قاعدہ ہے۔

الجواب:

اِن آیاتِ مبارکہ میں خدا تعالیٰ جلّ مجدُہٗ الکریم نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مُطہّرات رضی اللہ عنھم کا ذکر فرماتے وقت ہر جگہ پر وہی صیغہ استعمال فرمایا ہے جو عورتوں کے لئے مخصوص ہے مگر آیتِ تطہیر میں اُس کے برعکس وہ صیغہ استعمال فرمایا ہے جو مردوں کے لئے بولا جاتا ہے مثلاً اِس مضمون کی پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: كُنْتُنَّ ، أُمَتِّعْكُنَّ ، أُسَرِّحْكُنَّ اور دوسری تیسری آیت میں ارشاد خداوندی ہے: كُنْتُنَّ ، مِنكُنَّ اور لَهَا ٱلْعَذَابُ اور چوتھی، پانچویں اور اِس آیت میں ہے: مِنكُنَّ، أَجْرَهَا ، لَهَا ، لَسْتُنَّ، ٱتَّقَيْتُنَّ، بُيُوتِكُنَّ، تَبَرَّجْنَ یہ تمام صیغے تانیث (مونث) کے ہیں مگر آیت کا وہ حصہ جو آیۂ تطہیر کے نام سے موسوم ہے اور اُن آیات سے مُلحق ہے اُس میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک بار بھی مونث کا صیغہ استعمال نہیں فرمایا بلکہ اُس کے برعکس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ ، يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا اور یہ دونوں صیغے صرف اور صرف جمع مذکر کے لئے ہی استعمال ہوسکتے ہیں۔ جبکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اِس سے پہلے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اَزواجِ مُطہّرات کا جہاں جہاں بھی ذکر کیا ہے۔ آپ کی اَزواج ہی کے نام سے ازواجك اور یا نساء النبی کے لفظ استعمال فرمائے ہیں اور یہاں اُن کے

---

(24) مسند أحمد , مسند النساء , حديث أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم , رقم الحديث 26746 , 327/44 , مؤسسة الرسالة , الطبعة الأولى ، 1421 ھ 2001 م.

(25) (اے اللہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔)

(26) اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ (الاحزاب:۳۳) ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

بجائے یاأهل البيت کہہ کرخطاب کیاہے اگر اِن الفاظ یا اَہلِبیت میں خاص حکمتیں پوشیدہ نہ ہوتیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ یہاں بھی یا نساء النبي اوریا أزواج النبي کے ہی اِشارے سے بشارتِ تطہیر دے سکتے تھے۔

مُفسّرین و محدّثینِ کرام نے اِس جملہ کی متعدّد حکمتیں اور وُجوہات بیان فرمائی ہیں جن کی تفصیل کی یہ مختصر کتاب مُتَحَمِّل(قابل برداشت) نہیں ہو سکتی۔تاہم جُمہور کا مذہب یہ ہے کہ یہ آیتِ کریمہ سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اَزواجِ مُطہّرات کو بھی شامل ہے۔

اورجناب حسنین کریمین اور اُن کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اَجمعین بھی اِس آیتِ تطہیر میں شامل ہیں چنانچہ امام نبہانی رحمۃاللہ علیہ بھی اِس مقام پر یہی فرماتے ہیں کہ یہ آیت فَریقَین(دونوں جماعت) پر مشتمل ہے اور اگر صرف اَزواجِ مُطہّرات کے لئے ہوتی تو مذکّر کے صیغوں کی بجائے مؤنث کے صیغے آئے ہوتے۔

والجمهور على أن المراد من أهل البيت في الآية ما يشمل الفريقين معا عملا بجميع الأدلة قوله عنكم ويطهركم ولو كان المراد النساء خاصة لكان عنكن ويطهركن[27] (اشرف المويد صه 15)

جُمہور کے اِس فیصلہ کے ساتھ عباسی وغیرہ کو اختلاف ہو تو ہو مگر حقیقت قطعی طور پر یہی ہے کہ جب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کی تفسیر خود اپنے عمل سے واضح کردی اور خداوندِ قدّوس کے "یا أهل البيت" کے اِشارہ کی وُسعت(فراخی) کو جانتے ہوئے اپنی صاحبزادی مکرّمہ سیّدۃالنساءالعٰلمین جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور جناب حیدرِ کرّار رضی اللہ عنہ اور جناب حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو بلاکر اپنی منقوش عَبائے پاک(دھاری دار چادر) میں لے کر بارگاہِ ربّ العزّت میں دعا فرمائی کہ یااللہ یہ میرے اَہلبَیت ہیں ،اِنہیں تَطہیر(پاکیزگی) کی نعمت سے نواز دے۔

ھماری نہ مان اپنی مان: ہمارے دور کے خوارِج و نواصِب کو اِبنِ تیمیہ اور اُس کے اِتّباع بڑے پسند ہیں۔ فقیر اُن کی تصریحات(توضیحات) لکھتا ہے۔

اِبنِ تیمیہ نے کہاکہ أن هذا الحديث صحيح في الجملة فإنه قد ثبت عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال لعلي وفاطمة وحسن وحسين اللهم إن هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا وروى ذلك مسلم عن عائشة قالت خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم غداة وعليه مرط مرحل من شعر أسود فجاء الحسن بن علي فأدخله ثم جاء الحسين فأدخله معه ثم جاءت فاطمة فأدخلها معه ثم جاء علي فأدخله ثم قال {إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا} وهو مشهور من رواية أم سلمة من رواية أحمد والترمذي[28] (منهاج السنة جلد چهارم (ص20ج4)

ترجمہ: بے شک یہ حدیث فِی الجُملہ(بالکل) صحیح ہے اور بے شک یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جناب علی و فاطمہ اور حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کے لئے فرمایاکہ یہ میرے اَہلبَیت ہیں۔اِلٰہی تو اِن کو اَرجاس(نجاست و ناپاکی) سے خوب اچھی طرح پاک کردے اور یہ روایت مسلم شریف میں ہے جسے اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہانے بیان فرمایاہے۔کہافرمایاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ(کالے) بالوں کا کمبل اوڑھے ہوئے نکلے تو حضرت حسن بن علی آئے اور اُس کمبل میں داخل ہو گئے پھر حسین آئے تو وہ بھی اُس کمبل میں داخل ہوگئے پھر جناب فاطمۃ الزہرا تشریف لائیں توآپ بھی کملی میں داخل ہوگئیں اور پھر حضرت علی تشریف لائے تو وہ بھی اُس کمبل میں داخل ہوگئے پھر

---

(27)الشرف المؤبد لآل محمد, المقصد الأول, رقم الصفحة 13, مكتبة الثقافة الدينية, الطبعة الأولى, 1428 ھ 2007 م.

(28)منهاج السنة النبوية, الفصل الثالث في الأدلة الدالة على إمامة علي رضي الله عنه إلخ, المنهج الثاني عند الرافضي في الأدلة من القرآن إلخ, فصل البرهان الخامس إلخ, 71/7, جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية, الطبعة الأولى. 1406 ھ 1986 م.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے " انما یرید اللہ آیت کے آخر تک فرمایا اور حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مشہور ہے جسے امام احمد بن حنبل اور ترمذی نے بیان کیا۔

فائدہ : ہمارے دور کے خوارِج و نواصِب اِبنِ تیمیہ کی عبارت کو غور سے پڑھیں کہ وہ کیسے اِن حضرات سیّدنا علی و سیّدہ فاطمہ اور حسنین کریمین رضی اللہ عنھم کو کیسے واضح طور پر آیۃِ تطہیر میں داخل کر رہی ہے۔

2۔اِبنِ تیمیہ کا بازوئے مذہب اور نواصِب و خوارِج کا مُقتَدِر(نامور) حافظ اِبنِ کثیر نے بھی یہی لکھا ہے:

وقد ورد عن عائشة وأم سلمة أمي المؤمنين أن رسول الله صلى الله عليه وسلم اشتمل على الحسن والحسين وأمهما وأبيهما فقال اللهم هؤلاء أهل بيتي فأذهب عنهم الرجس وطهرهم تطهيرا[29] (البدایۃ والنہایۃ صہ 35 ج 8)

علاوہ اَزیں خاص طور پر سمجھنے کی یہ بات ہے کہ جس طرح مردوں کی ضمیر سے نازل ہونے والی آیت میں اَزواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شامل ہونا سرکارِ دوعالم کا خاصّہ ہے۔اُسی طرح صاحبزادی رسول اور اُن کے بیٹوں اور شوہر کا شامل ہونا بھی سرورِ دوعالم کا خاصّہ ہے۔اور یہ اَمر جُمہور فُقَہاء کے نزدیک بھی مسلم(تسلیم شدہ) ہے کہ اگرچہ اولاد کا اِنتساب(منسوب کیا جانا) اپنے باپ کی طرف ہوتا ہے۔ تاہم یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصّہ ہے کہ آپ نے اپنی بیٹی کی اولاد کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

وقد ذكر الفقهاء من خصائصه صلى الله عليه وسلم أنه ينسب إليه أولاد بناته[30] (الحاوی للفتاوی)

ذکر کیا فُقَہاءِ کرام نے کہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاصّہ ہے کہ آپ کی بَناتِ مقدّسہ(پاکیزہ بیٹیوں) کی اولاد آپ کی طرف منسوب ہیں۔ بہر حال آیتِ تطہیر ہو یا آیت مُباہلہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح فرمایا ہے کہ یہ ہیں پنجتن پاک لیکن افسوس ہے خوارِج و نواصِب پر کہ وہ نہ صرف پنجتن پاک کے اِطلاق کے منکر ہیں وہ تو اُن آیات میں اِن حضرات میں شُمول(شامل ہونے) کے قائل ہی نہیں اور غلط تاویلات کرکے اپنا اَنجام برباد کررہے ہیں چنانچہ محمود عباسی لکھتا ہے کہ اِس میں نہ امام حسین شامل ہیں اور نہ ہی آپ کے والدین کریمین اور نہ ہی آپ کے برادرِ محترم امام حسن اور اپنا یہ مؤقف درست ثابت کرنے کے لیے جس دَجَل وفَریب(جھوٹ اور دھوکہ) سے اُس نے کام لیا ہے وہ اُس کا حصّہ ہے چنانچہ وہ اِس آیت کے بارے میں جو اِستِدلال(دلیل) پیش کرتا ہے اُسے یہاں دوبارہ نقل کیا جاتا ہے۔ ملاحظہ ہو:

غرضیکہ آیتِ تطہیر محض اور صرف اَزواجِ مُطہّرات کے بارے میں ہے اور رِجس(نجاست) سے پاکی کا وعدہ اِن ہی اُمہاتُ المومنین سے ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے نسبتی قَرابتداروں(رشتہ داروں) کو خواہ وہ چچا ہوں یا داماد یا نواسے رِجس(نجاست) سے پاک کرنے کا نہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اور نہ اُس کا اِطلاق اِن میں سے کسی پر ہو سکتا ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

اِس آیت میں اَزواجِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جن بَیت یعنی گھروں کا ذکر ہے وہی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مَسکونہ(رہائشی) گھر تھے۔وہ ہی تو مَہبَطِ وَحی(نزولِ وحی کے مکان) تھے وہیں تو آیاتِ قرآنی کا نُزول ہوتا تھا۔وہ ہی تو فرشتوں کے اُترنے کی جگہ تھی۔اُن ہی بُیوت(گھروں) میں آپ کے ساتھ سُکونَت(رہائش) رکھنے والی اَزواجِ مُطہّرات ہی تو تھیں۔جن کو " اہل بیت " کہہ کر آیتِ تطہیر میں مخاطب کیا گیا ہے۔ مَسکونہ گھروں میں نہ آپ کے چچا (عباس) رہتے تھے اور نہ آپ کے داماد(علی) اور نہ آپ کی بیٹی (فاطمہ) اور نہ اُن کی اولاد۔صاحبِ رُوح المَعانی نے صحیح کہا ہے کہ اَہلبَیت میں الف لام عِوَض(بدلے) مضاف اِلیہ کے آیا ہے یعنی بیتُ النبی اور اِس سے مراد صاف طور سے لکڑی اور مٹی کے بنے ہوئے گھر سے

---

(29)البداية والنهاية, ثم دخلت سنة تسع وأربعين, ذكر من توفي في هذه السنة من الأعيان, 188/11, دار هجر للطباعة والنشر والتوزيع والإعلان, الطبعة الأولى, 1418 هـ 1997 م.

(30)الحاوي للفتاوي, كتاب الأدب والرقاق, العجاجة الزرنبية في السلالة الزينبية, 38/2, دار الفكر للطباعة والنشر بيروت لبنان, 1424 هـ 2004 م.

ہے نہ کہ قرابتداروں اور اَہلِ نسب کے گھرانے سے اور یہ بَیتِ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بَیتِ سُکونت ہے نہ کہ مسجد وغیرہ اِس بناپر آپ کے اَہل سے مراد آپ کی اَزواجِ مُطہّرات مراد ہیں۔

ھذا بُھتان عظیم

عباسی مذکورہ بالا تحریر لکھ کر آخرپر لکھا ہے کہ سیاسی اَغراض(مقاصد) کی خاطر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قَرابتداروں کو اِس آیت میں شامل کرنے کے لئے حدیثیں وَضع کرلی گئیں(گھڑلی گئیں)۔ (مقدمہ طبع سوم خلافت معاویہ ویزید)

فائدہ عباسی کے اِس جملہ کو بہتانِ عظیم کہاجاسکتاہے بلکہ اِس سے بڑھ کر لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ لیا جائے تو رَوا(درست) ہے کہ وہ بندگانِ خدا جن کی زندگیاں اِسلام اور بانیٔ اِسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وَقف تھیں اور جن کے طُفیل (واسطے) اسلام کو نہ صرف زندگی نصیب ہوئی بلکہ اُن کے صدقے اسلام پھلاپھولا اُن پراس بدبخت نے بِلا جھجک سیاسی اِغراض(مقاصد) کا اِلزام لگا کر اَحادیث گھڑلینے کابُہتان تراشا اَہلِ حق خود سمجھ گئے ہوں گے کہ اِس بدبخت پر کتنا شَقاوَت(بدبختی) نے غلبہ کر رکھاہے ورنہ الحمد للہ ہمارے مَمدُوحِین(معززین) نہ صرف طَیّب و طاہر ہیں بلکہ وہ اللہ تعالی کے اَعلیٰ مراتب کے محبوبین ہیں صلی اللہ علیہ وعلیھم و سلم اَجمعین۔

لَطائِف:اَہلِ علم میں اَعداد(ہندسے) کے لطائف مشہور ہیں اِس لئے ہم پنج (پانچ کے عدد میں لطائف عرض کرتے ہیں۔)

قرآنی آیات

1) لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (سورۃ الفتح. الآیۃ 18)

ترجمہ: اللہ مومنوں سے رضا مند ہوا جب کہ وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کرتے تھے۔

2) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (سورۃ البینۃ. الآیۃ 8)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

3) اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ (سورۃ التوبۃ. الآیۃ 20)

ترجمہ: ایمان لانے والے جنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں مال اور جان سے جہاد کیا۔ یہ لوگ اللہ کے ہاں بہت بڑے درجہ والے ہیں اور ہمیں اپنی مراد کو پہنچے ہوئے ہیں۔

4) يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَرِضْوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمْ فِيْهَا نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ (سورۃ التوبۃ. الآیۃ 21)

ترجمہ: اُن کا رب اُن کو اپنی رحمت اور رِضوان اور جَنّات کی بَشارت دیتاہے، بَہشت جس میں دائمی (ہمیشہ رہنے والی) نعمتیں ہیں اُن کے لئے ہوں گی۔

5) وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ (سورۃ التوبۃ. الآیۃ 72)

ترجمہ۔اللہ کی رِضوان تو سب سے بڑھ کر ہے اور یہی سب سے بلند تر کامیابی ہے۔

6) رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (سورۃ المائدۃ. الآیۃ 3)

ترجمہ: میں خوش ہوں کہ اسلام تمہارا دین ہے۔

ہمارایقین وایمان ہے کہ یہ شان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ(ہاتھ)مبارک پر ایمان لانے والے کو بھی رضائے رحمٰن اور خوشنودی منّان (اللہ تعالٰی) کا گراں مایہ(نفیس اور قیمتی)عطیہ ارزانی(عطا) فرمایا گیا اور اِس طرح پر وہ وعدہ صادق(سچا وعدہ) پورا کیا گیا سورہ والضحٰی میں اِرشاد ہے:

7) وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى (سورۃ المائدۃ، الآیۃ 4، 5)

ترجمہ: آخرت تیرے لئے اُولی(ماضی) سے بہتر ہے تیرا رب تجھے اتنا کچھ دے گا کہ تو راضی خوش ہو جائے گا۔

اَولیاء اللہ کے پنج (پانچ)صفات:

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے اپنے محبوبوں کے پانچ(05) صفات ذکر کرکے اُن سے اُن کے بدلے میں عطائے جنّت کا وعدہ فرمایا ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ (سورۃ آل عمران، الآیۃ 132، 133)

ترجمہ: اوراللہ کی اور رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے پروردگار(کی جانب سے)بخشش(باغات)اور جنّت کی طرف جلدی بڑھو جس کی چوڑائی سارے آسمان و زمین ہیں جو پرہیز گاروں کے لئے تیار کی گئی یعنی مُتّقیوں کے لئے۔

جو لوگ ایسے ہیں کہ

(1) اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

ترجمہ: وہ آسودہ حال(خوش حالی) میں خرچ کرتے ہیں اور تنگ دستی میں(خرچ کرتے ہیں)۔

(2) وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ **ترجمہ**: اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں۔

(3) وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ آل عمران، الآیۃ 134)

ترجمہ: اور معاف کر دیتے ہیں لوگوں کو اور اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(4) وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ

ترجمہ: اور ایسے لوگ کہ جب وہ کھلا گناہ کرتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں(تو)اللہ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور کون ہے جو گناہوں کو بخش دے سوائے اللہ کے۔

(5) وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَھُمْ يَعْلَمُوْنَ ۝ (سورۃ آل عمران، الآیۃ 135)

ترجمہ: اور وہ اِصرار بھی اُن(بد اعمالیوں) پر نہیں کرتے جو وہ کر چکے ہیں وہ (گناہوں کی برائی) جانتے ہیں۔

سود اور قرض کے بارے میں پانچ ہدایات:(سورۃ بقرہ آیات 278تا280)

(1) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (سورۃ البقرۃ، الآیۃ 278)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو تو اُس کو چھوڑ دو۔

(2) فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ

ترجمہ: ۔اور اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور اُس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

(3) وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ ۚ

ترجمہ :اور اگر تم نے توبہ کی تو تمہارے لئے اصل مال ہے۔

(4) لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ() (سورۃ البقرۃ ۔الآیۃ 279)

ترجمہ : نہ تم کسی پر زبردستی نقصان کرو نہ تم پر زبردستی کی جائے گی۔

(5) وَاِنْ كَانَ ذُوْ عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰى مَيْسَرَةٍ ؕ

ترجمہ: اور اگر کوئی تنگ دست تمہارا قرضدار ہو تو اُسے آسودہ حال(خوش حال) ہونے تک مُہلت دو ۔

(6) وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ() (سورۃ البقرۃ ۔الآیۃ 280)

ترجمہ:اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں یہ بہتر ہے کہ اصل بھی بخش دو یعنی قرض بالکل ہی معاف کردینا بہتر ہے۔

پانچ چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے اَحسن کہا:

(1)**قرآن پاک**[31]:قرآن مجید کو اس لئے اَحسن(بہترین)فرمایا کہ اِس میں اَمر و نہی،وعدہ وَعید ،تَمثیلیں(مثال بیان کرنا) خبریں،وَجد وُجود ، نیکی بدی، ثواب وحساب ،حلال و حرام و غیرہ لاکھوں عُلوم ہیں لہذا یہ اَحسن ہونے کے لائق ہے۔[32]

(2)**انسانی شکل وصورت**[33]: شکلِ انسان کو(احسن) اِس لئے فرمایا کہ باری تعالیٰ نے آگ پانی ہوا اور مٹی پر نقشہ کھینچاہے حالانکہ کوئی مُصوّر(تصویر بنانے والا)اِن چیزوں پر نقشہ نہیں کھینچ سکتا۔

(3)**اذان**[34]:

اذان کو اِس لئے احسن فرمایا کہ اِس کی نِدا(پکار) تمام نِداؤں سے اعلیٰ اور اِس کا مُنادی (پکارنے والا)یعنی مؤذن سب میں بلند مرتبہ والا ہے۔

(4)**دینِ اسلام**[35]:دینِ اِسلام کو اِس لئے اَحسن فرمایا کہ سب اَنبیاءعلیہ السلام کو ایک دو چیزیں واجب کرکے دیں۔اِسلام میں سب کا مجموعہ واجب کیا گیا۔

(5)**یوسف علیہ السلام کا قصہ**[36]: یہ قصہ اِحسن اِس لئے ہے کہ دُنیَوی کہانیوں میں جھوٹ ہوتا ہے یہاں سچ ہے۔ وہاں مجاز ہو تا ہے یہاں حقیقت۔

پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے:(37)

اولاً - : صبح کے وقت اپنے ماں باپ کی زیارت کرنا اور اُن کو ادب کے ساتھ سلام کرنا۔

دوم - :کلام مجید(قرآن مجید) کا دیکھنا اور پڑھنا۔

سوم - : عالم بزرگ کا چہرہ عزّت وِاحترام سے دیکھنا۔

چہارم - : خانہ کعبہ کے دروازہ کی زیارت۔

---

(31)سورۃ الزمر ,الآیۃ 23.

(32)روح البیان ,سورۃ الزمر ,تحت الآیۃ 23, 97/8, 98 ,دار الفکر بیروت.

(33)سورۃ التین ,الآیۃ 4.

(34)سورۃ حم السجدۃ ,الآیۃ 33.

(35)سورۃ البقرۃ ,الآیۃ 138.

(36)سورۃ یوسف ,الآیۃ 3.

(37)بہشت بھشت (مترجم) ، دلیل العارفین ، صفحہ 19_22 ملتقطاً بتغیر قلیل ، شبیر برادرز ، اگست 2006۔

پنجم - : اپنے پیرومرشد کے چہرے کی طرف دیکھنا۔

پانچ کام کرنے والے حُطَمہ[38] میں پھینکے جائینگے :(سورۃ الھمزۃ،الآیۃ1_9)

ا۔ ہلاکت ہے ہر غیبت کرنے والے کے لئے۔

2۔(ہلاکت ہے)طعنہ دینے والے کے لئے۔۔

3۔(ہلاکت ہے)جو جمع کرتا ہے مال کو۔

4۔(ہلاکت ہے)جو جمع شدہ مال کا گنتار ہوتا ہے۔

5-وہ خیال کرتا ہے کہ اُس کا مال سَدا(ہمیشہ)رہے گا اُس کے ساتھ ۔ایسا شخص ضرور حُطَمہ میں پھینکا جائے گا اور آپ کو کیا معلوم حُطَمہ کیا ہے۔وہ غَضَبِ الٰہی کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے وہ دلوں میں چڑھ جائے گی اور اُن پر چاروں طرف سے بند کردی جائے گی لمبے لمبے سُتونوں میں۔

پانچ چیزیں انسان کو دنیاوی زینت دیتی ہیں:(زُيِّنَ لِلنَّاسِ)

ا۔ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ یعنی:محبت نفسانی خواہشوں کی جیسے عورتیں اور بیٹے ،اولاد۔

2۔ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ یعنی:اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے چاندی کے۔

3۔ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ یعنی:اور گھوڑے نشان دار فی زمانہ کاریں اور دیگر سواریاں وغیرہ۔

4۔ وَالْاَنْعَامِ یعنی:اور مویشی۔

5۔ وَالْحَرْثِ ؕ یعنی:اور کھیتی۔

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ یعنی:یہ تو سامان ہے دنیا کی زندگی کا ۔

وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ()[39] یعنی:اور اللہ کے پاس ہی اچھا ٹھکانا ہے۔

پانچ راتیں جن میں عبادت سے جنّت واجب ہو جاتی ہے:

ایک حدیث میں ہے کہ حضور نبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا جس نے پانچ(05)راتیں بیدار ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزار دیں اُس کے لئے جنّت واجب ہوگئی وہ راتیں یہ ہیں:

(1)آٹھویں ذی الحجہ کی شب(2)نویں ذی الحجہ کی شب (3)عیدِ قربان10ذی الحجہ کی شب (4) عیدالفطر کی شب (5)پندرہویں شعبان المعظّم کی شب۔[40]

خاتِمہ

آخر میں فقیر پنجتن پاک(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورضی اللہ عنھم)کے فضائل مختصراً عرض کردے تاکہ عوام کو یقین ہو کہ اگر یہ بھی پاک نہیں تو پھر دنیا میں کوئی پاک پیدا ہی نہیں ہوا۔

---

(38)(جہنم کے سات درجوں میں سے تیسرے درجے کا نام ہے۔)

(39)سورۃ آل عمران, الآیۃ14.

(40)الترغیب والترھیب لقوام السنۃ, باب في الترغيب في الأضحية والعمل في أيام العشرة, فصل في فضل ليلتي العيد, رقم الحديث 374, 248/1, دار الحديث القاهرة, الطبعة الأولى, 1414ھ 1993م.

لطیفہ: فقیر اُویسی غُفرِلہٗ نے ایک جگہ کہہ دیا کہ "حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ" ایک وہابی نے کھڑے ہو کر سوال کردیا کہ پاک تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے پھر آیاتِ سبحان" سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ ، سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ، سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ ، سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوْنَ" فَر فَر کر کے اٹھارہ بیس (18۔20) آیات پڑھ دیں۔ میں نے بجائے علمی جواب کے اُس سے اِلزامی جواب کے طور پر پوچھا کہ تمہاری زوجہ نماز پڑھتی ہوگی؟ اُس نے کہا کہ الحمدللہ تہجّد اور اِشراق گزار ہے۔ میں نے صرف عوام کو مُتوجّہ کرنے کے لئے کہا کہ اُس کی شلوار پلید ہوتی ہے جب نماز پڑھتی ہے؟ اُس نے کہا پاک عوام کی آنکھ کھلی کہ اے بدبخت تیری عورت کی شلوار تو پاک ہو اور ہمارا غوث پاک نہ ہو۔

یہی حالت اُن کی ہے جو پنجتن پاک کے اِطلاق کے منکر ہیں کہ اے خدا کے بندو !

جب ہم سب مُتّفِق ہیں کہ یہ حضرات گناہوں سے یقیناً پاک ہیں تو پھر انکار کیوں؟ ہاں اُن کی تَخصِیص کی تفصیل گزر چکی ۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَظْہرِ مِنَ الشَّمس (سورج سے بھی زیادہ واضح اور روشن) ہیں ویسے مخالفین کو آپ کی طہارت وعِصمت (پاکیزگی اور معصوم ہونے) میں انکار بھی نہ ہوگا۔

سیّدنا مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کا مقامِ عالی

اَمیر المومنین سیّدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا درجہ و مقام انتہائی اعلیٰ ہے۔ آپ نے بچپن ہی میں اِسلام قبول فرمایا۔ آپ ابتداسے حضور ﷺ کی تربیت میں رہے۔ کُتُبِ اَحادیث میں یہ چیز موجود ہے کہ ایک بار حضراتِ قریش میں حضور کے خاندان مبارک میں تنگی و عُسرت (پریشانی) پیدا ہوئی تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بہتر ہو گا کہ میں اور آپ ابوطالب کے پاس چل کر کہیں کہ صاحبزادگان کو تقسیم فرمادیں تاکہ آپ کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ چنانچہ ابوطالب کے پاس آکر اُن سے مقصد بیان کیا اُنہوں نے کہا: عَقیل و طالب کو میرے لئے چھوڑ دو بقیہ کی تم نگرانی و نگہداشت کرو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت جعفر کو اور حضرت سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کو حضور اَنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آغوشِ مُکرّمَت (مکرم گود) میں لے لیا اُس کے بعد حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو اپنی تربیت میں لے لیا۔[41]

امام ترمذی: حضرت زید بِن اَرقم سے راوی (روایت کرتے ہیں) ہیں کہ حضور نے فرمایا: میں جس کا پیارا ہوں علی بھی اُس کے پیارے ہیں۔[42]

حضرت اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالتِ غضب میں ہوتے تو بجُز (سوائے) سیّدنا علی رضی اللہ عنہ کے کسی کو جُرات (ہمّت) نہ ہوتی کہ حضور سے کچھ عَرض و مَعْروض (گزارش والتماس) کرے۔

طبرانی و حاکم و اِبنِ عساکر متعدّد (کثیر) اَصحابِ کرام سے مروی ہیں حضور نے اِرشاد فرمایا: علی کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔[43]

---

(41) السيرة النبوية لابن هشام ، ذكر أن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أول ذكر أسلم ، نشأته في حجر الرسول صلى الله عليه وسلم ، 246/1 ، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي وأولاده بمصر ، الطبعة الثانية ، 1375 ھ 1955 م .

(42) سنن الترمذي ، أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، رقم الحديث 3713 ، 79/6 ، دار الغرب الإسلامي بيروت ، الطبعة الأولى ، 1996 م .

(43) المعجم الكبير للطبراني ، باب العين ، طليق بن عمران بن حصين عن عمران ، رقم الحديث 207 ، 109/18 ، مكتبة ابن تيمية القاهرة ، الطبعة الثانية .

المستدرك على الصحيحين ، كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم ، ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه ، رقم الحديث 4681 ، 4682 ، 152/3 ، دار الكتب العلمية بيروت ، الطبعة الأولى ، 1411 - 1990 .

تاريخ دمشق لابن عساكر ، حرف العين ، علي بن أبي طالب ، 350/43 ، 351 ، 352 ، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع ، 1415 ھ 1995 م .

"حضرت اُمّ سلمہ فرماتی ہیں: میں نے حضور ﷺ سے سُنا علی قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض پر میرے سامنے پیش ہوں گے۔[44]

مدینہ پاک میں حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضراتِ انصار و مہاجرین میں مواخات (بھائی چارگی) قائم کی سب ایک دوسرے کے بھائی بنادیئے گئے مگر مولیٰ علی رضی اللہ عنہ رہ گئے۔ آپ نے مُضْطَرِب (بے چین) ہو کر حضور سے عرض کیا مجھے کیوں چھوڑ دیا گیا؟ حضور نے فرمایا تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں۔[45]

حضرت مولیٰ علی رضی اللّٰہ عنہ کا کمال علم: امام ترمذی و حاکم راوی ہیں کہ حضور نے فرمایا: میں علم کا شہر ہوں اور علی اُس کے دروازے ہیں۔[46] حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی مقرّر فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ حضور مجھے قاضی بنا کر بھیجتے ہیں درآنحالیکہ (حالانکہ) میں نوجوان ہوں، میں فیصلے کس طرح کروں گا میں فیصلہ کرنا نہیں جانتا؟ یہ سن کر حضور نے اپنا دَستِ مبارک میرے سینہ پر مار کر فرمایا: اے اللہ اِس کے قلب (دل) کو ہدایت دے دے فیصلے کرنے کی اور اِس کی زبان حق پر قائم کردے۔ آپ فرماتے ہیں: اُس واقعہ کے بعد مجھے فیصلہ کرنے میں شک نہیں ہوا۔[47]

حضرت سیّدنا فاروقِ اعظم اور حضرت اِبْنِ مسعود رضی اللّٰہ عنہ کا اِرشاد:

حضرت سیّد نا عمر بِن خطاب اور حضرت عبداللہ ابْنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔[48] حضرت عبداللہ اِبنِ عباس رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے کہ اگر کوئی ثِقہ (معتبر و معتمد شخص) ہم کو حضرت علی کا فتویٰ پہنچائے تو ہم اُس سے نہ بڑھیں گے۔ اِسی طرح حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی پناہ لیتا ہوں ایسے کٹھن مسئلہ سے کہ اُس کا حل ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے پاس نہ ہو۔[49] حضرت سعید ابنُ الْمُسَیَّب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام میں ایسا کوئی نہ تھا جو یہ کہتا ہو کہ مجھ سے جو چاہو سوال کرو بجُز (سوائے) حضرت علی کے۔[50] اِمام احمد حضرت ابوحازِم سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضرت مُعاویہ رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا: جا علی بِن اَبی طالب سے پوچھ وہ زیادہ علم والے ہیں۔ اُس نے کہا آپ کا جواب مجھ کو اُن کے جواب سے زیادہ پسند ہے۔ حضرت اَمیر معاویہ رضی اللہ

---

(44) المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه, رقم الحديث 4628, 134/3, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411–1990.

(45) المستدرك على الصحيحين, كتاب الهجرة, رقم الحديث 4288, 15/3, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411–1990.

(46) سنن الترمذي, أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه, رقم الحديث 3723, 85/6, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1996م.

المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه, رقم الحديث 4639, 138/3, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411–1990.

(47) سنن ابن ماجه, كتاب الأحكام, باب ذكر القضاة, رقم الحديث 2310, 774/2, دار إحياء الكتب العربية فيصل عيسى البابي الحلبي.

(48) المستدرك على الصحيحين, كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم, ومن مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب رضي الله عنه, ذكر مناقب أبي بن كعب رضي الله عنه, رقم الحديث 4656, 5328, 145/3, 344, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1411–1990.

(49) الطبقات الكبرى لابن سعد, ذكر من كان يفتي بالمدينة ويقتدى به من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ, علي بن أبي طالب, 258/2, دار الكتب العلمية بيروت, الطبعة الأولى. 1410 هـ 1990م.

(50) فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل, فضائل علي عليه السلام, رقم الحديث 1098, 646/2, مؤسسة الرسالة بيروت, الطبعة الأولى. 1403–1983.

عنہ نے فرمایا :تونے اِنتہادرجہ کی بُری بات کی تونےایسے شخص کے جواب کومکروہ(ناپسندیدہ) جاناجس کو حضوررسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت گہرےعُلوم سکھاتے تھے۔[51]

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی علم نحو کے اُصول کےمُوجِد (ایجاد کرنے والے)ہیں۔ آپ ہی نےسب سےپہلے نحو کےقَواعِد مُرتَّب فرمائے اِسی طرح علمِ الفرائض مدینہ منورہ کے اندرحضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ جاننے والا کوئی اور نہ تھا۔

غَزوات میں شرکت:

حضورسیّدِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حَیاتِ مقدّس(زندگی) میں جس قدرغَزوات ہوئےاورکُفّارو مشرِکین کے بڑے بڑے بہادروں سے جتنے مقابلے ہوئےاُن میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی بہادری وشجاعت سب سےزیادہ نُمایاں رہی۔ جنگِ اُحد میں سولہ(16)ضربیں آپ کے جسد(جسم) مبارک پر شمار کی گئیں۔ عَمروبن دوجیسے بہادر کو آپ ہی نے ختم کیا۔[52] خیبر کی لڑائی میں جب فتح نہ ہورہی تھی تواُس وقت حضور نے اِرشادفرمایا کل ایسے شخص کوعَلَم (پرچم)دوں گا جس کے ہاتھ پراللہ تعالی نے فتح(کامیابی) مُعَیَّن(خاص)فرمادی ہےاور وہ اللہ اوراُس کے رسول کی محبت رکھتا ہےاوراللہ تعالیٰ بھی اُس سےمحبت رکھتا ہے۔ چنانچہ اگلےدن عَلَمِ نَبوی(پرچم نَبوی) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کو عطاہوا۔[53] اُسی لڑائی میں آپ کا سپر(ڈھال)ٹوٹ گیا تو آپ نے قلعہ خیبر کے دروازہ کا ایک پَٹ(پلا/حصہ)دَست مبارک سے اُکھاڑ کر سپر(ڈھال) کاکام لے لیا۔[54]

خاندانی شرافت:

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی خاندانی شرافت میں اِس طرح مزید اضافہ ہوا کہ حضرت خاتونِ جنّت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کا عَقد(نکاح) مبارک ہوا حضرت سیّدہ رضی اللہ عنہاحضور کی اِنتہائی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔

بَتُول زہرا رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہاکو حضورﷺ نے"سیّدۃ النساء ‘‘ کا خطاب عطافرمایا[55] اور اِرشاد کیا:فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑاہے[56] وہ جنّت کی خاتون ہے[57] جب حشرمیں آئیگی تواَہلِ حشراپنی نگاہیں نیچی کرلیں گے۔[58]خود حضور پاک کا یہ معمول تھا کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو آپ کھڑے ہوجاتے[59]آپ زُہد و اِتّقاء(تقویٰ و پارسائی) میں فَرِدِیگانہ(بے مثال) تھیں۔

---

(51)فضائل الصحابة لأحمد بن حنبل , فضائل علي عليه السلام , رقم الحديث 1153 , 675/2 , مؤسسة الرسالة بيروت , الطبعة الأولى ، 1403–1983.

(52)الطبقات الكبرى لابن سعد , ذكر عدد مغازي رسول الله صلى الله عليه وسلم إلخ , غزوة رسول الله صلى الله عليه وسلم الخندق وهي غزوة الأحزاب , 52/2, دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى ، 1410 هـ 1990 م.

(53)صحيح البخاري , كتاب الجهاد والسير , باب فضل من أسلم على يديه رجل , رقم الحديث 2847 , 1096/3 , دار ابن كثير ، دار اليمامة دمشق , الطبعة الخامسة ، 1414 هـ 1993 م.

(54)سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد , تتمة جماع أبواب المغازي التي غزا فيها رسول الله صلى الله عليه وسلم بنفسه الكريمة , الباب الرابع والعشرون في غزوة خيبر , ذكر قلع علي رضي الله عنه باب خيبر , 128/5 , دار الكتب العلمية بيروت لبنان , الطبعة الأولى ، 1414 هـ 1993 م.

(55)صحيح البخاري , كتاب الاستئذان , باب من ناجى بين يدي الناس إلخ , رقم الحديث 5928 , 2317/5 , دار ابن كثير ، دار اليمامة دمشق , الطبعة الخامسة ، 1414 هـ 1993 م.

(56)صحيح البخاري , كتاب فضائل الصحابة , باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنقبة فاطمة عليها السلام بنت النبي صلى الله عليه وسلم , رقم الحديث 3510 , 1361/3 , دار ابن كثير ، دار اليمامة دمشق , الطبعة الخامسة ، 1414 هـ 1993 م.

(57)سنن الترمذي , أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم , باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما , رقم الحديث 3781 , 121/6 , دار الغرب الإسلامي بيروت , الطبعة الأولى ، 1996 م.

(58)المستدرك على الصحيحين , كتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم , ذكر مناقب فاطمة بنت رسول الله صلى الله عليه وسلم , رقم الحديث 4757 , 175/3 , دار الكتب العلمية بيروت , الطبعة الأولى ، 1411–1990.

(59)سنن أبي داود , أبواب النوم , باب ما جاء في القيام , رقم الحديث 5217 , 355/4 , المكتبة العصرية، صيدا بيروت.

امام **ترمذی** نے نقل فرمایا: حضور کا اِرشاد ہے عباس مجھ سے ہے میں اُس سے ہوں۔(60)

امام **بخاری** نقل فرماتے ہیں: حضرت اِبنِ عباس سے مروی ہے حضور پاک نے مجھے اپنے سینے مبارک سے لگایا اور فرمایا: خدایا عباس کو حِکمت سکھا۔ دین میں سمجھ دے۔(61) ایک دوسری حدیث میں جسے **ترمذی** نے نقل کیا مروی ہے کہ حضور نے فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، نہیں داخل ہو گا کسی شخص کے دل میں ایمان یہاں تک کہ دوست رکھے تم کو (یعنی حضرت عباس کو) اے لوگو! جو شخص میرے چچا کو ستائے گا تو بلا شبہ اُس نے مجھے ستایا، اِس لئے کہ چچا باپ کی طرح ہوتا ہے۔(62)

حَسنین کریمین رضی اللہ عنھما

حضور سیّدِعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضراتِ حسنین رضی اللہ عنہما سے غایَت (انتہا) درجہ محبت تھی۔ آپ اکثر و بیشتر صاحبزادگان کو دَوش مبارک (کاندھوں) پر سوار کر کے چلا کرتے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ حالتِ عبادت شہزادگان ٹانگوں میں داخل ہو جاتے تو عبادت طویل (لمبی) فرما دی جاتی۔(63) اپنی زبان مبارک صاحبزادگان کے منہ میں ڈال دیا کرتے۔(64) جس وقت دَوش مبارک پر ہوتے تو فرماتے خداوندا میں اُنہیں دوست رکھتا ہوں تو بھی اُنہیں دوست رکھ(65) (رواہ شیخین) حضرت اِبنِ سعید خُدری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: حسن و حسین دونوں سردارانِ بَہشت (جنتی نوجوانوں کے سردار ہیں) ہیں۔(66)

فائدہ: سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سینہ کے درمیان سے سر تک اور امام حسین رضی اللہ عنہ سینے سے نیچے تک حضور سے مشابِہ (ملتے جلتے) تھے۔(67)

فضائل اَھلبَیت اَطھار رضی اللّٰہ عنہ

اِمام مسلم حضرت زید بن اَرقم رضی اللہ عنہ سے ایک طویل (لمبی) حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس میں حضور ﷺ نے فرمایا: میں تم میں دو بہترین چیزیں چھوڑنے والا ہوں۔ ایک کتاب اللہ اُسے مضبوط پکڑے رہنا۔ دوسرے اَہلِ بیت۔ یہ کلمے تین (03) بار فرمائے۔(68) میرے اَہلِ بیت کی مثال سفینۂ نوح (حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی) کی طرح ہے جو اُس پر سوار ہوا تو اُس نے نجات پائی۔(69) اِمام بخاری حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

---

(60) سنن الترمذي, أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب مناقب أبي الفضل عم النبي صلى الله عليه وسلم وهو العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه, رقم الحديث 3759, 109/6, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1996م.

(61) صحيح البخاري, كتاب فضائل الصحابة, باب ذكر ابن عباس رضي الله عنهما, رقم الحديث 3546, 1371/3, دار ابن كثير. دار اليمامة دمشق, الطبعة الخامسة. 1414هـ 1993م.

(62) سنن الترمذي, أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب مناقب أبي الفضل عم النبي صلى الله عليه وسلم وهو العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه, رقم الحديث 3758, 108/6, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1996م.

(63) سنن النسائي, كتاب التطبيق, باب هل يجوز أن تكون سجدة أطول من سجدة, رقم الحديث 1141, 229/2, المكتبة التجارية الكبرى بالقاهرة, الطبعة الأولى. 1348هـ 1930م.

(64) المعجم الكبير للطبراني, باب الحاء, بقية أخبار الحسن بن علي رضي الله عنهما, رقم الحديث 2656, 50/3, مكتبة ابن تيمية القاهرة, الطبعة الثانية.

(65) اس روایت میں کندھے پر اٹھانے کی جگہ گود میں اٹھانے کے الفاظ ملے ہیں۔

مسند البزار. مسند أسامة بن زيد, رقم الحديث 2580, 31/7, مكتبة العلوم والحكم المدينة المنورة, الطبعة الأولى.

(66) سنن الترمذي, أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما, رقم الحديث 3781, 121/6, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1996م.

(67) سنن الترمذي, أبواب المناقب عن رسول الله صلى الله عليه وسلم, باب مناقب أبي محمد الحسن بن علي بن أبي طالب والحسين بن علي بن أبي طالب رضي الله عنهما, رقم الحديث 3779, 120/6, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1996م.

(68) صحيح مسلم, كتاب الفضائل, باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه, رقم الحديث 2408, 1873/4, مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه القاهرة, 1374هـ 1955م.

(69) تاريخ بغداد, باب العين, ذكر من اسمه علي, حرف الميم, رقم الترجمة 6460, 569/13, دار الغرب الإسلامي بيروت, الطبعة الأولى. 1422هـ 2002م.

سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا : حضور کے اَہلِ بیت کی حُرمت(عظمت) پر نگاہ رکھو اُن کے ساتھ نیک سُلوک کرو۔[70] اَحادیثِ طیّبہ کے علاوہ خود قرآن کریم نے قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى[71] فرما کر پوری دنیائے اسلام کو محبتِ حضراتِ اَہلبَیت کا حکم دیا گیا۔الحمدللہ تعالی طبقۂ اَہلِ سنّت حضرات اَصحابِ کبار(برگزیدہ اَصحاب) رِضوان اللہ علیہم اَجمعین کی محبت کی طرح حضرات اَہلِ بیت اَطہار کی محبت کو لازمی وضروری قرار دیتا ہے۔یہی دونوں مقدّس گروہ ایسے تھے جو اسلام کے سُتون تھے۔اُنہیں کی بدولت دنیا میں اِسلام پھیلا۔قرآن کریم و اَحادیثِ نَبوی کی تجلیّات سے اِن حضرات نے سب کو روشناس(آگاہ) کرایا۔(صلوات اللہ وسلامہ علی نبیناوعلیہم اَجمعین)ربّ العزّت تَبارک وتعالی ہر مومن کے قَلب (دل) میں حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اُن کے جاں نثاروں میں حضرات اَصحابِ کبار و حضراتِ اَہلِ بیتِ اَطہار کی محبت داخل فرمائے۔اِن حضرات کے کارنامے کتابوں میں زیادہ سے زیادہ موجود ہیں۔اِس مختصر مضمون میں اِس سے زیادہ کا اضافہ مناسب نہیں۔

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غُفِرلہٗ

بہاولپور۔پاکستان

بروز اتوار قبل العصر ، ۸ محرم ۱۴۲۰ھ

ہم جس طرح اَہلِ بیتِ کرام کے نِیاز من s د(چاہنے والے) ہیں اُسی طرح صحابہ عظامِ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے غلام بھی ہیں اِسی لئے ہم صحابہ کرام واَہلبَیتِ عظامِ رضی اللہ عنہم کو یکجان(یکساں) سمجھتے ہوئے صحابہ کرام کو بارہ(12) اِماموں میں دکھاتے ہیں۔بعنوان

اَسرارِ الٰھیہ مناسبہ بارہ(12) حرفی پنجتن

لاالہ الااللہ میں بارہ حروف

ہ	ل	ل	ا	ا	ل	ا	ہ	ل	ا	ا	ل

اِن پانچ(05)میں بھی بارہ حروف													
12	11	10	9	8	7	6	5	4	3	2	1		
ہ	ل	ل	ا	ل	و	س	ر	د	م	ح	م	محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)	1
ق	ی	د	ص	ل	ا	ر	ک	ب	و	ب	ا	ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)	2
ب	ا	ط	خ	ل	ا	ن	ب	ا	ر	م	ع	عمر ابن خطاب (رضی اللہ عنہ)	3
ن	ا	ف	ع	ن	ب	ا	ن	ا	م	ث	ع	عثمان ابن عفان (رضی اللہ عنہ)	4
ب	ل	ا	ط	ی	ب	ا	ن	ب	ی	ل	ع	علی ابن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)	5

(70)صحیح البخاري , کتاب فضائل الصحابة , باب مناقب قرابة رسول الله صلی الله علیه وسلم ومنقبة فاطمة علیها السلام بنت النبي صلی الله علیه وسلم , رقم الحديث 3509 , 1361/3, دار ابن کثیر ، دار الیمامة دمشق, الطبعة الخامسة ، 1414 ھ 1993 م .

(71)سورة الشوری , الآية 23.